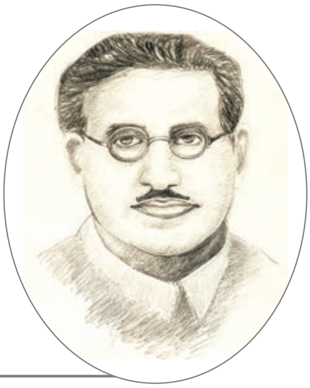

رشید احمد صدّیقی

(1896ء – 1977ء)

رشید احمد صدّیقی اتر پردیش کے شہر جون پور کے ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔انھوں نے ابتدائی تعلیم جون پور میں حاصل کی اوراس کے بعد اعلیٰ تعلیم کی غرض سے علی گڑھ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ایم۔اے کرنے کے بعد وہیں ملازم ہو گئے۔ جب علی گڑھ یونیورسٹی میں شعبۂ اردو قائم ہوا، تو رشید احمد صدّیقی اس کے صدر بنائے گئے۔انھیں علی گڑھ بہت عزیز تھا اور انھوں نے ساری زندگی وہیں گزاری۔

رشید احمد صدّیقی نے طالب علمی کے زمانے ہی سے لکھنا شروع کر دیا تھا۔ان کے مضامین طنز اور ظرافت کے اعلیٰ نمونے ہیں۔وہ عموماً اشاروں، کنایوں اور چبھتے ہوئے جملوں میں اپنی بات کہتے ہیں۔ مِلتے جُلتے لفظوں اور متضاد لفظوں کو وہ ایک نئے انداز سے استعمال کرتے ہیں۔ان کے موضوعات میں تنوّع ہے۔معاشرتی، سیاسی اور ادبی مسائل پر جب وہ قلم اٹھاتے ہیں تو ان کے طرزِ تحریر کو سمجھنے والا قاری ان کی نکتہ رسی کی داد دیے بغیر نہیں رہتا۔ان کے یہاں دلچسپ فقروں، نادر تشبیہوں، معنی خیز اشاروں، برجستہ لطیفوں اور پُر لطف اندازِ بیان کی وجہ سے نرالی ادبی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ رشید احمد صدّیقی کو ''ادبی مزاح نگاری'' کے میدان میں سب سے پہلا اور بعض لوگوں کی نظر میں اہم ترین مصنف قرار دیا جاتا ہے۔ ان دنوں مشتاق احمد یوسفی اس طرز کے بہترین نمائندے ہیں۔

رشید احمد صدّیقی کی ادبی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ ہند نے 1963ء میں انھیں

© NCERT not to be republished

'پدم شری' کا اعزاز عطا کیا۔ ان کو ساہتیہ اکادمی کے ایوارڈ سے بھی سرفراز کیا گیا۔ ان کا انتقال علی گڑھ میں ہوا۔

'مضامینِ رشید' (مزاحیہ مضامین کا مجموعہ) 'خنداں' (ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ) 'گنج ہائے گراں مایہ' اور 'ہم نفسانِ رفتہ' (خاکوں کے مجموعے) 'طنزیات ومضحکات' اور 'جدید غزل' (تنقید) اور 'آشفتہ بیانی میری' (خودنوشت) رشید احمد صدّیقی کی اہم تصانیف ہیں۔

© NCERT not to be republished

4914CH02

چارپائی

چارپائی اور مذہب ہم ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ہم اسی پر پیدا ہوتے ہیں اور یہیں سے مدرسے، آفس، جیل خانے، کونسل، یا آخرت کا راستہ لیتے ہیں۔ چارپائی ہماری گھُٹّی میں پڑی ہوئی ہے۔ ہم اس پر دوا کھاتے ہیں، دعا و بھیک بھی مانگتے ہیں۔ کبھی فکرِ سخن کرتے ہیں اور کبھی فکرِ قوم۔ اکثر فاقہ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ ہم کو چارپائی پر اتنا ہی اعتماد ہے جتنا برطانیہ کو آئی۔ سی۔ ایس پر، شاعر کو قافیہ پر، یا طالب علم کو غل غپاڑے پر۔

چارپائی کی مثال ریاست کے ملازم سے دے سکتے ہیں۔ یہ ہر کام کے لیے ناموزوں ہوتا ہے، اس لیے ہر کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ ایک ریاست میں کوئی صاحب 'ولایت پاس' ہوکر آئے۔ ریاست میں کوئی اسامی نہ تھی جو ان کو دی جاسکتی۔ آدمی سوجھ بوجھ کے تھے، راجا صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچادی کہ کوئی جگہ نہ ملی تو وہ لاٹ صاحب سے طے کر آئے ہیں، راجا صاحب ہی کی جگہ پر اکتفا کریں گے۔ ریاست میں ہلچل مچ گئی۔ اتّفاق سے ریاست کے سِول سرجن رخصت پر گئے ہوئے تھے، یہ ان کی جگہ پر تعینات کر دیے گئے۔ کچھ دنوں بعد سول سرجن صاحب واپس آئے تو انجینیر صاحب پر فالج گرا۔ ان کی جگہ ان کو دے دی گئی۔ آخری بار یہ خبر سنی گئی کہ وہ ریاست کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہو گئے تھے اور اپنے ولی عہد کو ریاست کے ولی عہد کا مصاحب بنوا دینے کی فکر میں تھے۔

یہی حالت چارپائی کی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان ملازم صاحب سے کہیں زیادہ کار آمد ہوتی ہے۔ فرض کیجیے آپ بیمار ہیں، سفرِ آخرت کا سامان میسّر ہو یا نہ ہو، اگر چارپائی آپ کے پاس ہے تو دنیا میں آپ کو کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔ دوا کی پڑیا تکیے کے نیچے، جوشاندے کی دیگچی

© NCERT not to be republished

سرہانے رکھی ہوئی، چارپائی سے ملا ہوا بول و براز کا برتن، چارپائی کے نیچے میلے کپڑے، بچّوں کے کھلونے، جھاڑو، آشِ جو، روئی کے پھاہے، کاغذ کے ٹکڑے، مچھّر، بھنگے، گھر یا محلے کے دو ایک بچّے، جن میں ایک آدھ زکام خسرے میں مبتلا۔ اچھّے ہوگئے تو بیوی نے چارپائی کھڑی کر کے غسل کرا دیا، ورنہ آپ کے دشمن اسی چارپائی پر لبِ گور لائے گئے۔

ہندوستانی گھرانوں میں چارپائی کو ڈرائنگ روم، سونے کا کمرہ، غسل خانہ، قلعہ، خانقاہ، خیمہ، دواخانہ، صندوق، کتاب گھر، شفاخانہ، سب کی حیثیت کبھی کبھی بہ یک وقت ورنہ وقت وقت پر حاصل رہتی ہے۔ کوئی مہمان آیا، چارپائی نکالی گئی۔ اس پر ایک نئی دری بچھا دی گئی، جس کے تہہ کے نشان ایسے معلوم ہوں گے جیسے کسی چھوٹی سی آراضی کو مینڈوں اور نالیوں سے بہت سے مالکوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور مہمان صاحب مع اچکن، ٹوپی، بیگ بغچی کے بیٹھ گئے۔ اور تھوڑی دیر کے لیے یہ معلوم کرنا دشوار ہوگیا کہ مہمان بے وقوف ہے یا میزبان بدنصیب! چارپائی ہی پر ان کا منھ ہاتھ دھلوایا اور کھانا کھلایا جائے گا اور اسی چارپائی پر یہ سو رہیں گے۔ سو جانے کے بعد ان پر سے مچھّر مکھّی اسی طرح اڑائی جائے گی جیسے کوئی پھیری والا اپنے خوانچے پر سے جھاڑو نما مورچھل سے مکھّیاں اڑا رہا ہو۔

چارپائی پر سوکھنے کے لیے اناج پھیلایا جائے گا، جس پر تمام دن چڑیاں حملے کرتی، دانے چگتی اور گالیاں سنتی رہیں گی۔ کوئی تقریب ہوئی تو بڑے پیمانے پر چارپائی پر آلو چھیلے جائیں گے۔ ملازمت میں پنشن کے قریب ہوتے ہیں تو جو کچھ رخصت جمع ہوتی رہتی ہے، اس کو لے کر ملازمت سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ اس طرح چارپائی پنشن کے قریب پہنچتی ہے تو اس کو کسی کال کوٹھری میں داخل کر دیتے ہیں اور اس پر سال بھر کا پیاز کا ذخیرہ جمع کر دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ دیہات کے ایک میزبان نے پیاز ہٹا کر اس خاکسار کو ایسی ہی ایک پنشن یافتہ چارپائی پر اسی کال کوٹھری میں بچھا دیا تھا اور پیاز کو چارپائی کے نیچے اکٹھا کر دیا گیا تھا۔ اس رات کو مجھ پر آسمان کے اتنے ہی طبق روشن ہوگئے تھے، جتنی ساری پیازوں میں چھلکے تھے اور وہ یقیناً چودہ سے زیادہ تھے۔

چارپائی ایک اچھّے بکس کا بھی کام دیتی ہے، تکیے کے نیچے ہر قسم کی گولیاں، جن کے استعمال سے آپ کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتا، ایک آدھ روپیہ، چند دھیلے پیسے، اسٹیشنری، کتابیں، رسالے، جاڑے کے کپڑے، تھوڑا بہت ناشتہ، نقشِ سلیمانی، فہرست دواخانہ، سمّن، جعلی دستاویز کے کچھ مسوّدے، یہ سب چارپائی میں آباد ملیں گے۔ میں ایک ایسے صاحب سے واقف ہوں جو چارپائی پر لیٹے لیٹے ان میں سے ہر ایک کو، اجالا ہو یا اندھیرا، اس صحت کے ساتھ آنکھ بند کر کے نکال لیتے اور پھر رکھ دیتے، جیسے حکیم نابینا صاحب مرحوم اپنے لمبے چوڑے بکس میں سے ہر مرض کی دوائیں نکال لیتے اور پھر رکھ دیتے تھے۔

حکومت بھی چارپائی ہی پر سے ہوتی ہے۔ خاندان کے کرتا دَھرتا چارپائی ہی پر براجمان ہوتے ہیں۔ وہیں سے ہر طرح کے احکام جاری ہوتے رہتے ہیں اور گناہ گار کو سزا بھی وہیں سے دی جاتی ہے۔ آلاتِ سزا میں ہاتھ، پاؤں، زبان کے علاوہ ڈنڈا، جوتا، تاملوٹ بھی ہیں جنھیں اکثر پھینک کر مارتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ توقف کرنے میں غصّے کا تاؤ مدھم نہ پڑ جائے اور ان آلات کو مجرم پر استعمال کرنے کے بجائے اپنے اوپر استعمال کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہونے لگے۔

چارپائی ہی کھانے کا کمرہ بھی ہوتی ہے۔ باورچی خانے سے کھانا چلا اور اس کے ساتھ پانسات چھوٹے بڑے بچّے، اتنی ہی مرغیاں، دو ایک کتّے، بلّی، اور بے شمار مکھیاں آ پہنچیں۔ سب اپنے قرینے سے بیٹھ گئے۔ صاحبِ خانہ صدر دستر خوان ہیں۔ ایک بچّہ زیادہ کھانے پر مار کھاتا ہے، دوسرا بدتمیزی سے کھانے پر، تیسرا کم کھانے پر، چوتھا زیادہ کھانے پر اور بقیہ اس پر کہ ان کو مکھیاں کھائے جاتی ہیں۔ دوسری طرف بیوی مکھّی اڑاتی جاتی ہے اور شوہر کی بدزبانی سنتی اور بدتمیزی سہتی جاتی ہے۔ کھانا ختم ہوا۔ شوہر شاعر ہوئے تو ہاتھ دھو کر فکرِ سخن میں چارپائی ہی پر لیٹ گئے۔ کہیں دفتر میں ملازم ہوئے تو اس طرح جان لے کر بھاگے جیسے گھر میں آگ لگی ہے۔ اور کوئی مذہبی آدمی ہوئے تو اللہ کی یاد میں قیلولہ کرنے لگے، بیوی بچّے بدن دبانے لگے۔

چارپائی ہندوستان کی آب و ہوا، تمدن و معاشرت، ضرورت اور ایجاد کا سب سے بھرپور

© NCERT not to be republished

نمونہ ہے۔ ہندوستان اور ہندوستانیوں کے مانند ڈھیلی ڈھالی، شکستہ حال، بے سروسامان، لیکن ہندوستانیوں کی طرح غالب اور حکمراں کے لیے ہر قسم کا سامانِ راحت فراہم کرنے کے لیے آمادہ، کوچ اور صوفے کے دلدادہ اور ڈرائنگ روم کے اسیر اس راحت و عافیت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جو چارپائی پر میسّر آتی ہے! شعرا نے انسان کی خوشی اور خوش حالی کے لیے کچھ باتیں منتخب کر لی ہیں، مثلاً سچّے دوست، شرافت، فراغت، اور گوشۂ چمن۔ ہندوستان جیسے ملک کے لیے عیش و فراغت کی فہرست اس سے مختصر ہونی چاہیے۔ میرے نزدیک تو صرف ایک چارپائی ان تمام لوازم کو پورا کر سکتی ہے۔

رشید احمد صدیقی

مشق

لفظ و معنی

فکرِ سخن کرنا	:	شعر کہنا، شعر کہنے کی کوشش کرنا
آئی۔سی۔ایس	:	انڈین سول سروس (Indian Civil Service)۔ انگریزوں کے زمانے کی انتظامی ملازمت کی سروس جسے اب آئی۔اے۔ایس (انڈین ایڈمنسٹریٹیو سروس - Indian Administrative Service) کہتے ہیں۔
غل غپاڑے	:	شور و غل
اسامی	:	نوکری، منصب

© NCERT not to be republished

اکتفا کرنا	:	قناعت کرنا، مطمئن رہنا
مصاحب	:	درباری
بول	:	پیشاب
براز	:	پاخانہ
پانسات	:	پانچ سات، یہ تلفظ بول چال کے لہجے یا بے تکلف تحریر میں استعمال ہوتا ہے
چودہ طبق روشن ہونا	:	چودہ طبق کے معنی سات زمین، سات آسمان، مراد دماغ یا طبیعت کا خوب کھل جانا، مزاج میں پوری طرح بحالی آجانا۔
آشِ جو	:	جَو کا جوش دیا ہوا پانی جو کمزور مریضوں کو دیا جاتا ہے
لبِ گور	:	مرنے کے قریب (لفظی معنی قبر کے کنارے)
آراضی	:	زمین، کھیت
سبک دوش	:	فارغ
نقشِ سلیمانی	:	کوئی تعویذ یا دعا، عملیات کی مشہور کتاب
تاملوٹ	:	بغیر ٹونٹی کا لوٹا، ڈونگا
سَمَن	:	انگریزی (Summon) عدالت میں حاضر ہونے کا تحریری حکم نامہ
قیلولہ	:	دوپہر کے کھانے کے بعد کی مختصر نیند

© NCERT not to be republished

غور کرنے کی بات

- رشید احمد صدّیقی کا شمار اردو کے معروف انشائیہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی نثر ظرافت کا اعلا نمونہ ہے۔ وہ عام طور پر اپنی تحریروں میں سیاسی، معاشرتی اور ادبی مسائل کا ذکر کرتے ہیں اور ان کو دلچسپ بنانے کے لیے نادر تشبیہات، متضاد الفاظ اور رمز و اشارہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کے طنز کا وار بھرپور ہوتا ہے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. رشید احمد صدّیقی نے 'چارپائی' کو ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا کیوں کہا ہے؟
2. رشید احمد صدّیقی نے 'چارپائی' کی مثال ریاست کے ملازم سے کیوں دی ہے؟
3. ہندوستانی گھرانوں میں چارپائی کو کس کس کام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؟
4. مصنّف نے چارپائی کو ضرورت اور ایجاد کا سب سے بھرپور نمونہ کیوں کہا ہے؟
5. چارپائی میں رشید احمد صدّیقی نے عام ہندوستانی رہن سہن کا جو نقشہ کھینچا ہے، اسے مختصر لکھیے۔

عملی کام

- چارپائی کا جو پیراگراف آپ کو پسند ہو اُسے اپنی کاپی میں خوش خط نقل کیجیے۔
- اس سبق میں جو محاورے استعمال کیے گئے ہیں، ان میں سے کوئی پانچ محاورے تلاش کیجیے اور ان کے معنی بھی لکھیے۔
- درج ذیل الفاظ کے واحد لکھیے:

ملازمین، طلبا، کتب، تقاریب، مجرمین

© NCERT not to be republished